# افکار و مطالعات

## قاضی اطہر مبارکپوری

حکومتِ ہند اپنے قانون کے اعتبار سے سراسر غیر مذہبی اور جمہوری ہے، اس کا نہ کوئی سرکاری مذہب ہے اور نہ کسی خاص فرد یا طبقہ کے قبضہ مین اس کی باگ ڈور ہے، مگر اس کے باوجود وہ اپنے بہت سے کامون مین ایسا رویہ اختیار کرتی ہے جو سراسر ایک فرقہ یا ایک مذہب کی ترجمانی کرتا ہے، بلکہ بڑی حد تک دوسرے مذاہب کے حق مین مضر ہوتا ہے، ایسے کامون پر بڑی خوبی سے قومیت، وطنیت اور کلچر کا لیبل لگا دیا جاتا ہے، اور سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ جمہوریت اور لادینیت کے منافی نہین، بلکہ عین موافق ہے۔ حالانکہ یہ چیز ایک فرقہ کی عین پرورش اور سرپرستی کرنے کے ساتھ دوسرے فرقون کے لیے زہر قاتل اور بیخ کنی کے مرادف ہوتی ہے، اس اجمال کی تفصیل مین اگر آپ جانا چاہین تو آزادی کے بعد کے کئی ایسے واقعات کو ذہن مین لایئے، جو سرکاری طور سے نہین مگر سرکاری لوگون کی طرف سے یا اُن کی شہ اور ہمدردی پر ایک فرقہ یا ایک جماعت کے حق مین ظاہر ہو کر اسے تو پروان چڑھا چکے ہین، مگر دوسری جماعتین یا فرقے اُن کی وجہ سے فریادی ہین، اور جب کبھی بات کرنے کا موقع آیا تو اکثریت کا نام لے کر اُن تمام منافیٔ جمہوریت کامون کو جائز کرنے کی کوشش کی گئی، اکثریت کی مزاج پرسی اور اس کے نوازنے کا مطلب لادینی جمہوریت مین یہ ہرگز نہین ہوتا کہ دوسری تمام اقلیتون اور ان کے امتیازات کو نہ صرف درخورِ اعتبار نہ سمجھا جائے، بلکہ اُن کو اکثریت کا نام لے کر مٹانے کی کوشش کی جائے،

چھوٹی چھوٹی اقلیتون کی بات تو دور رہی، یہان کی سب سے بڑی مسلم اقلیت جسے کسی صورت نظر انداز نہین کیا جا سکتا، اس کے دین، تہذیب، تعلیم، ثقافت، نظریہ اور معاشرت پر اس روش سے اس قدر سخت زد پڑ رہی ہے کہ اگر اسے نہ روکا گیا تو مستقبل قریب مین وہ اس ملک مین اپنا تمام تر سرمایہ کھو دے گی، اور لادینی جمہوریت کا سودا اس کے حق مین بہت ہی گران ثابت ہوگا اور قومی کلچر اور ثقافت کے نام پر اس کی ثقافت اکثریت کے دسترخوان کی چٹنی بنکر ختم ہو جائے گی۔

---

اس کے لیے بڑی سخت ضرورت ہے کہ ان تمام لغویتون اور بیہودگیون کا شدت سے مقابلہ کیا جائے جو

مسلمانون کی دینی اور ثقافتی زندگی پر کئی طرف سے حملہ آور ہو رہی ہین، اور مختلف روپ اور مختلف نام سے آئے دن اجاگر ہوا کرتی ہین، وہ ناچنے گانے کی بے حیائی ہو جو حکومت کی طرف سے فنونِ لطیفہ کے نام پر چلتی ہے، یا درسی کتابون کے زہریلے مضامین، جاہلانہ باتین اور بے سر پیر کی معلومات ہون جو لادینی حکومت کے نصاب کے پردے مین ہمارے بچون کے سامنے آرہی ہین، یا پھر اخبارات ورسائل مین اسلام دشمنی کے تماشے ہون، جو آئے دن آزادیٔ تقریر و تحریر کے رنگ مین اُجاگر ہوا کرتے ہین، یا اسی قسم کی اور باتین ہون جو بلاواسطہ یا بالواسطہ رونما ہوتی ہین، اس لیئے ضرورت ہے کہ نصاب کی کتابون پر ذمّہ دار مسلمانون کا بورڈ کڑی نگرانی کرے اور اس کی دیکھ بھال کے بغیر مسلمانون کے بارے مین یا مسلمانون کے مذہب اور اُن کی تاریخ کے بارے مین کسی بھی مسلم یا غیر مسلم کا مضمون کتابون مین شامل نہ کیا جا سکے، کیونکہ مسلمانون مین بھی ایک طبقہ ایسا موجود ہے، جو اپنی جہالت کے باوجود حکومت پرستی کی بدولت اس قسم کے مواقع سے فائدہ اٹھاتا ہے، اور واہی تباہی باتین چھاپ کر ان کو داخلِ درس کر لیتا ہے، یہ جاہل مسلمان سرکاری مصنف غیر مسلم متعصب مصنف سے زیادہ زہر آلود مواد مسلمانون کے لیئے فراہم کرتے ہین۔

اسکولون مین ناچنے اور گانے بجانے کے لیئے نہ صرف یہ کہ مسلمان بچون کو مجبور نہ کیا جائے بلکہ جو بچے اس مین دلچسپی لین ان کو روکا جائے، کیونکہ ناچ گانا مسلمانون کا نہ کلچر ہے اور نہ وہ مسلمانون کے لیئے جائز ہے بلکہ ان کے مذہب مین اس کی حرمت ہے، اسی طرح مسلمان بچون کو ہندوستان کے کسی مسلم یا غیر مسلم بڑے لیڈر کی تصویر یا بت کے سامنے نہ کھڑا کیا جائے اور نہ ایسی حرکت کرائی جائے جس سے اغیار پرستی ہوتی ہے، مسلمانون کے مذہب مین یہ حرکتین سراسر حرام ہین، ساتھ ہی اسکول کے اندر مسلمان بچون کو ایسا گانا نہ سکھایا جائے جس مین اسلامی عقیدۂ توحید کی رو سے شرک و کفر ہو، اور مسلمان بچون کا ذہن اپنے مذہبی معتقدات سے ہٹ کر غیر اسلامی خیالات کا آشیانہ بن جائے،

اب سوال یہ ہے کہ یہ سب کام کون کرے؟ تو اس کا جواب صاف طور پر یہ ہے کہ یہ سب کام مسلمانون کو اور صرف مسلمانون کو کرنا پڑے گا، اور ان ہی کو سیکولر حکومت سے اپنے معتقدات، رسوم، تہذیب ثقافت، اور روایات کی حفاظت کی گارنٹی لینی پڑے گی، اور جمہوری حکومت کو اپنے قانون اور اصول کی رو سے ایسا کرنا پڑے گا، کیونکہ وہ قانوناً اپنے ملک کے ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے امتیازات کی نگران ہے، اور اس پر یہ ذمّہ داری جمہوریت اور لادینیت کی طرف سے عائد ہے، اگر وہ اس مین غفلت کر رہی ہے تو اسے اس پر متنبہ کرنا خود اس پر احسان عظیم ہے، اور اس کی نیک نامی اور کامیابی کا عظیم تر سبب ہے، کیونکہ جمہوری حکومت اپنے ہر ایسے باشندے کو استحسان کی نظر سے دیکھتی ہے، جو اس کی خیر خواہی کرتا ہے، اور اپنے حقوق کی یاد دہانی کر کے اسے اپنے فرائض کے ادا کرنے کا موقع بہم پہنچاتا ہے،

---

گاندھی جی کے مرغوب بھجن "رگھوپتی راگھو راجہ رام" کا رواج بغیر کسی سرکاری حکم کے عام طور سے اسکولون

ین ہوگیا ہے اور تمام طالب علموں سے یہ بھجن کہلوایا جاتا ہے، حالانکہ یہ بھجن اپنے معنی و مفہوم کے اعتبار سے مسلمانوں کے عقیدۂ توحید کے سراسر خلاف اور مشرکانہ ہے اور مسلمان بچوں سے اس کا کہلوانا اُن کے مذہب کی روح کو مجروح کرنا ہے، جو سیکولر اسٹیٹ کے اسکولوں مین کسی طرح روا نہین ہے، جہان تک ہمین معلوم ہے مدت ہوئی امارتِ شرعیہ بہار کے ترجمان اخبار "نقیب" مین ایک استفتار کے جواب مین صاف صاف طور سے اس کے خلاف فتویٰ امارتِ شرعیہ نے صادر کیا تھا اور پورے بھجن کا تجزیہ کر کے بتایا تھا کہ اس مین اسلامی عقیدۂ توحید کے خلاف مشرکانہ تصورات موجود ہین، اس کے بعد جمعیۃ علمار ہند کے ناظمِ اعلیٰ جناب مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے تفصیل سے اخبارات مین بیان دیا ہے کہ یہ بھجن گاندھی جی کا پسندیدہ گانا ہے، اور ان کی ہر پسندیدہ چیز ہر شخص کے لئے ضروری نہین ہے، اور چونکہ اس مین توحید کے خلاف باتین ہین اس لئے اسکولون کے مسلمان بچون کو اس گانے پر مجبور نہین کرنا چاہیئے،

اس پر دہلی کے ایک مسلمان اخبار نے سرکار پرستی کے جذبہ مین یا کسی احسان مندی کی زیر باری کے باعث بڑی ڈھٹائی سے لکھا کہ اس بھجن مین سورۂ فاتحہ کی تعلیم ہے اور اس کے پڑھنے سے مسلمان بچون کا نہ صرف یہ کہ نقصان نہ ہوگا بلکہ فائدہ ہوگا، اور یہ توحید کے عین مطابق ہے، اس سے انکار گاندھی جی کی توہین کے مراوف ہے، اس پر دہلی کے ایک ہندو روزنامہ نے بڑی صفائی سے جواب دیا کہ یہ پورا بھجن گاندھی جی کا نہین ہے بلکہ انھون نے اس کو گھٹا بڑھا کر اپنے لئے پسند کر لیا تھا، اگر اسے کوئی پڑھنے سے انکار کرے تو اس مین گاندھی جی کی کوئی توہین نہین ہے، اور اس "مسلمان اخبار" نے اس کی جو تاویل و توجیہ کی ہے وہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے،

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلمان اسلام دشمن حرکتون کے روکنے کی کوشش کرین تو اس مین کامیابی ہو سکتی ہے اور وہ حکومت سے اس بارے مین تصفیہ کرا سکتے ہین جن سے کسی بھی درجہ مین ان کے معتقدات، اعمال اور روایات پر زد پڑتی ہے،

---

ایک لکھے پڑھے سرکاری آدمی نے ایک پمفلٹ "ہندوستان مین اسلام پر نظرثانی" کے نام سے چھاپا ہے جسمین مسلمان مفکرین اور علمار کی طرح عوام کو بھی دعوت دی گئی ہے کہ وہ ہندوستان مین رہ کر اپنے اسلامی معتقدات و اعمال پر نظرثانی کرین، اس پمفلٹ کا خلاصہ دہلی کے ایک ماہنامہ کی روایت کے مطابق یہ ہے

"مسلمان جس دینی و مذہبی نظام کو تیرہ سو سال سے بلا چون و چرا تسلیم کرتے چلے آئے ہین، وہ بدلے ہوئے زمانہ کی جدید قدرون کے مطابق نہین ہے، اس لئے یہ بنیادی فرض ہے کہ مسلمان اپنے معتقدات و مسلمات کو جدید اقدار کے مطابق بنانے کے لئے ان پر نظرثانی اور ترمیم و تنسیخ کرین اور اپنے مذہبی معتقدات کا ایک ایسا نظام وضع کرین جو سیکولر جمہوری ہندوستان اور پراچین سنسکرتی کے احیار کی کوششون سے مطابقت رکھتا ہو"

نیز اسی قسم کی واہیات باتین اس کتابچہ مین درج ہین، اسلام جو اپنے اصول و فروع کے اعتبار سے ایک کامل و مکمل نظامِ حیات ہے

(باقی ص۵ پر)

(بقیہ مضمون ص ۵) اور اس میں کسی طرح کے رد و بدل کی گنجائش نہیں ہے اسے کیسے ایک جدید تعلیم یافتہ کی رائے پر عمل کر مسخ کر دیا جائے، ہمارے نزدیک تو یہ رائے اس لئے بھی مسلمانوں کے نزدیک درخور اعتنا نہیں ہونی چاہیے کہ یہ ایک ایسے شخص کی رائے ہے، جو اپنے معتقدات و مسلمات کے اعتبار سے عام مسلمانوں سے بالکل الگ ایک خاص و مخصوص فرقہ کی ایک شاخ سے تعلق رکھتا ہے، جس کے نزدیک یہ مشہور و معروف اسلام اپنے تمام حدود و قیود اور اعمال و اذکار کے ساتھ ایک سطحی اور ظاہری چیز ہے اور اصل اسلام و ایمان کچھ اور ہی ہے جو قرآن و حدیث سے ورے ہے، ظاہر ہے کہ ایسے شخص کی رائے اس اسلام کے بارے میں جو عامۃ المسلمین کا دین ہے کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے" جیسے کوئی اسماعیلی بوہرہ عام مسلمانوں کے معتقدات و امتیازات کے بارے میں تمام علماء و مفکرین اور عوام کو مشورہ دے کہ وہ اپنے فلاں فلاں کاموں میں تبدیلی کرلیں کیونکہ زمانہ اس کو چاہتا ہے" تو اس کا مشورہ کسی طرح معتبر نہیں ہے" اگر اسے اصلاح کرنی ہے تو اپنے لوگوں میں کرے اور اپنی روایات و خصوصیات پر نظر ثانی کرے کرائے،

سرکاری قلعہ میں بیٹھ کر تیر اندازی کی روش کچھ آج ہی سے نہیں جاری ہے، بلکہ معتزلہ، قرامطہ، روافض، خوارج، اسماعیلی، باطنی اور دوسرے بہت سے خاص افکار و خیالات کے مبلغوں نے پرانے زمانے سے بھی اسلام کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے، مگر ان کو ناکامی ہوئی ہے،